مفتی ذاکر حسن نعمانی

استاد حدیث وتخصص جامعہ عثمانیہ پشاور

زمین چھپا گئی میرے آسمان کو

آسمان رو رہا ہے، زمین رو رہی ہے، فضا مکدر ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے گلشن نبوی کا قدیم گل سرسبد اور مالیار چلا گیا۔ باغ کے پھول مرجھا گئے۔ مجاہدین افغانستان اور طالبان افغانستان بے آسرا رہ گئے، ان کی کمر ٹوٹ گئی۔ شاگردوں کی عظیم کھیپ پر غم اور افسوس کے بادل چھائے ہوئے ہیں کہ استاد العرب والعجم عظیم محدث، مایہ ناز مفسر اور عربی ادب کا بے تاج باشاہ اور فصاحت وبلاغت کا مینار رخت سفر باندھ گیا۔ عوام وخواص کا عقیدت مند حلقہ پرنم اور پریشان حال ہے کہ ہمارا محبوب اور بے مثال مقرر، خطیب اور واعظ کہاں روپوش ہوگیا۔ شائقین دورہ تفسیر حیران وپریشان ہیں کہ اکابر مفسرین کے علوم کے امین اور قرآنی علوم کے بحر ذخار دنیا سے کیوں رخصت ہوگئے۔ میں خود بھی انتہائی مغموم ہوں کہ ان کی انتہائی شفقت، محبت، توجہات اور پرخلوص مستجاب دعاؤں سے محروم ہوگیا ہوں، لیکن مطمئن ہوں کہ میری طرف سے ان کے ساتھ عقیدت محبت اور تعلق میں کوئی کمی نہیں آئی اور ان کی طرف سے شفقت اور دعاؤں میں کمی نہیں تھی سچ ہے میرا آسمان ٹوٹ گیا، میرے آسمان کو زمین چھپا گئی۔ میرے چاند وسورج پر موت کے بادل چھا گئے، لیکن اپنے آپ کو تسلی دیتا ہوں کہ الحمدللہ میرے چند بزرگ اور محبوب اکابر اساتذہ اس دنیا میں ابھی موجود ہیں، جو میری زندگی کا عظیم سرمایہ ہیں۔ آخرت میں نجات کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم سب پر قائم دائم رکھے، لیکن کیا کریں موت کا قانون اٹل ہے، ہر ایک کو جانا ہے لیکن جانے جانے میں فرق ہے۔ حضرت شیخ مدنی رحمہ اللہ چلے گئے لیکن سب کو رُلا کے اور جنت کی خوشبو چھوڑ کر چلے گئے۔

دارالعلوم حقانیہ کا فیض

دیوبند ثانی جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، علم وفضل، تبلیغ، جہاد، تصوف اور تصنیف وتالیف کا ایک ایسا جاری چشمہ ہے جس کا فیض گزشتہ سرسٹھ سال سے زمزم کی طرح ہر طرف پھیل رہا ہے، یہ سب حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کا فیض اور برکت ہے۔

نوٹ: مضمون میں جہاں بھی ''حضرت شیخ مدنی'' آئے اس سے میری مراد حضرت شیخ التفسیر والحدیث مولانا سید شیر علی شاہ صاحب مدنی ہوں گے۔

خاندانی مراسم

آپ کے ساتھ ہمارے پورے خاندان کا انتہائی قریبی تعلق تھا، علاقائی تعلق بھی تھا۔ ہمارا گاؤں مصری بانڈہ اکوڑہ خٹک سے جانب شمال دریائے کابل کے کنارے پر واقع ہے، اکوڑہ خٹک اور مصری بانڈہ کے مابین صرف دریائے کابل حائل ہے۔ دونوں دیہات کی آبادی ملی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ دونوں دیہات کا آپس میں گہرا ربط اور تعلق ہے۔ آپ ہمارے گاؤں میرہ مصری بانڈہ کی عیدگاہ میں ہر سال عیدین کی نماز پڑھاتے تھے۔ نماز کے بعد ہمارے خاندان والے ان کے لیے ایک انتہائی پرتکلف ناشتہ تیار کرتے جس میں کافی لوگ شریک ہوتے اور دسترخوان پر عجیب وغریب رونق ہوتی تھی۔ یہ تعلق کوئی نیا نہیں بلکہ بہت پرانا ہے۔ جامعہ حقانیہ کے تاسیسی ایام میں میرے ماموں مولوی محمد شریف مرحوم اکوڑہ خٹک کے قاضی انوار الدین مرحوم اور حضرت شیخ مدنی رحمہ اللہ تینوں ایک ساتھ حقانیہ کے لیے چندہ کیا کرتے تھے۔ یہ تینوں حضرات حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ حضرت شیخ مدنی رحمہ اللہ مجھے اپنی طالب علمی کا قصہ سنایا کرتے تھے۔ فرمایا ۱۹۴۷ء میں حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ دیوبند سے اپنے گاؤں اکوڑہ خٹک چھٹیاں گزارنے کے لیے تشریف لائے تھے۔ اسی دوران ہندوستان تقسیم ہوگیا، دونوں ممالک میں، ہجرت، نقل مکانی، اموال اور املاک کی لوٹ مار اور مظالم شروع ہوگئے۔ میں حضرت سے کافیہ پڑھ رہا تھا باہر لوٹ مار شروع تھی، میرا لڑکپن کا زمانہ تھا، دل میں خیال آیا کہ حضرت مجھے چھوڑ دیں اور لوٹ مار میں شریک ہوجاؤں، لیکن حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ رو رہے تھے کہ اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کا کیا حال ہوگا۔ ظلم کی کس چکی میں پس رہے ہوں گے۔

دارالعلوم حقانیہ کا تکوینی تاسیس

فرمایا کہ حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ مجھے فرمایا کرتے تھے کہ ان چھٹیوں کے بعد آپ کو اپنے ساتھ مزید تعلیم کے لیے دیوبند لے جاؤں گا، لیکن تقسیم ہند کے بعد دیوبند جانا سب کے لیے مشکل ہوگیا۔ نئے پاکستان کے جن طلباء کا دیوبند میں دورہ حدیث پڑھنے کا ارادہ تھا، وہ آپ کے پاس پہنچ گئے کہ اب آپ ہمیں یہاں دورہ حدیث پڑھائیں۔ اس طرح حقانیہ کی بنیاد پڑ گئی جس میں حضرت شیخ مدنی نے علوم فنون کی کتابوں کے علاوہ بخاری شریف، ترمذی شریف اور ابوداؤد شریف حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ فراغت کے بعد ایک سال درہ آدم خیل کے ہائی اسکول میں استاد تھے۔ ایک سفر کے دوران احقر کو وہ اسکول بھی دکھلایا کہ میں اس اسکول میں استاد تھا، لیکن حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ ان کو حقانیہ تدریس کے لیے واپس لے آئے۔

حقانیہ میں آپ نے سترہ یا اٹھارہ سال تدریس کی۔ جملہ علوم وفنون کے ساتھ حدیث کی کتابیں بھی

پڑھائیں۔عربی ادب سے آپ کو گہرا لگاؤ تھا۔ پاکستان میں آپ عربی زبان کے اعلی پائے کے انشاء پرداز اور بہترین مقرر تھے، بے تکلف عربی بولتے اور لکھتے تھے۔

حرمین شریفین کا عشق

شاید لوگوں کا خیال ہو کہ آپ مدینہ یونیورسٹی میں عام طالب علموں کی طرح ایک عام طالبعلم تھے۔ صرف حصول علم کی خاطر وہاں داخلہ لیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں تھا، بلکہ اس کی وجہ حرمین شرفین کا عشق تھا، آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ جانے سے قبل ہی شیخ الادب اور جملہ علوم وفنون کے ایک منجھے ہوئے مدرس تھے۔آپ مدینہ یونیورسٹی کے اساتذہ کے پائے کے عالم تھے۔ایک عالم اور مفتی نے مجھے یہ بات سنائی کہ حضرت شیخ مدنی نے ایک دفعہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ سے فرمایا کہ مدینہ یونیورسٹی کا استاد جب درس میں کوئی بات کہتا تو وہ بات مجھے پہلے سے معلوم ہوتی۔اتنی علمیت کے باوجود آپ نے مدینہ منورہ میں تقریباً سولہ سال گزارے اور تفسیر حسن بصری لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری امتیازی شان سے حاصل کی۔ مدینہ منورہ سے واپسی پر ملک کے بعض ممتاز دینی اداروں میں تدریس کی، بالآخر مادر علمی حقانیہ پہنچ گئے۔اور ایک بار پھر اسی قدیم باغ کی آبیاری شروع کردی جب آپ دوبارہ تدریس کے لیے حقانیہ تشریف لا رہے تھے تو میں نے خواب دیکھا کہ ہر طرف سرسبز کھیت ہیں اور وہاں پانی ابل پڑا میرے دل میں خیال آیا کہ زمزم کا پانی ہے اور آپ کے بڑے بیٹے مولانا سید امجد علی شاہ کیساتھ کدال یا پھاوڑا تھا۔ میں نے تعبیر یہ نکالی کہ حضرت شیخ مدنی کا فیض اب حقانیہ سے زمزم کی طرح ہر طرف پھیلے گا۔ٹھیک ہے حضرت چلے گئے لیکن شاگردوں کی شکل میں فیض ہمیشہ جاری رہے گا۔استادی شاگردی کا یہ سلسلہ کبھی بھی ختم نہیں ہوتا، یہ وہ آگ ہے جو ایک دفعہ لگ جائے پھر بجھنے کا نام نہیں لیتی مات الشیخ ولکن لم یمت فیضانه

حقانیہ میں درس حدیث

میں نے حضرت شیخ مدنی سے باقاعدہ احادیث نہیں پڑھیں لیکن ظاہر بات ہے کہ حدیث پڑھانا ان کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔وہ جملہ علوم فنون کے ماہر عالم تھے۔عربی کے ادیب تھے، شروع سے تفسیر اور حدیث کے ساتھ گہرا لگاؤ تھا۔مدینہ منورہ جانے سے قبل استاد حدیث تھے، حرمین میں درس حدیث دیا۔ملک کے ممتاز دینی جامعات میں احادیث کی اونچی کتابیں پڑھائیں، حافظہ قوی تھا حقانیہ میں ترمذی جلد اول اور بخاری جلد دوم پڑھانی شروع کی۔فصاحت بلاغت آپ کے گھر کی لونڈی تھی، بلکہ یہ آپ کا خاندانی وصف ہے۔آپ کے دروس حدیث عربی، پشتو اور اردو میں ہوتے تھے۔آپ عربی، پشتو، اردو اور فارسی جانتے تھے۔ان زبانوں میں لکھنا بولنا بھی آپ کے لیے آسان تھا۔ان چاروں زبانوں کے ہزاروں اشعار آپ کو یاد تھے بلکہ ان زبانوں میں شاعری بھی کرتے ،خاص کر عربی کے اعلیٰ پائے کے شاعر تھے۔میرے ایک شاگرد نے حضرت سے دورہ حدیث کی مذکورہ کتابیں پڑھی

ہیں ۔اس نے کہا کہ حضرت شیخ مدنی نے ترمذی عربی میں پڑھائی ،پھر مزاحاً فرمایا ”الان خرجتم من نعم ولا“ اشارہ تھا کہ بعض علماء وفضلاء عربی زبان بولنے میں جھجک محسوس کرتے ۔نعم اور لا بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں پھر خاموش ہوجاتے ہیں لہٰذا اب تمہارے اندر عربی بولنے کی کچھ شدھ بدھ آجائے گی ۔

حضرت شیخ مدنی کے ساتھ میرا تعلق

چونکہ میری پیدائش اور رہائش پشاور کی ہے ،گاؤں کے ساتھ بہت کم تعلق رہا ہے ۔حقانیہ میں پانچ سالہ طالب علمی نے میری زندگی میں انقلاب برپا کردیا ۔اب حقانیہ کے ساتھ میرا گہرا دلی لگاؤ اور تعلق ہے جو میرے اختیار میں نہیں ہے یہ ایک ایسی آگ ہے جو بجھنے کا نام نہیں لیتی نہ کوئی اس کو بجھا سکتا ہے ۔حقانیہ میں داخلہ سے قبل پشاور میں حضرت شیخ مدنی کے بارے میں سنتا تھا کہ اکوڑہ خٹک کے ہیں اور مدینہ یونیورسٹی میں پڑھ رہے ہیں بس یہی تعارف تھا۔۱۹۸۰ء میں ایک مرتبہ گاؤں آیا تو پتہ چلا کہ ہماری مسجد زیرک خیل میں تراویح میں ختم قرآن کے سلسلہ میں حضرت شیخ مدنی تقریر کے لیے تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے دیکھا ایک سیدھا سادھا آدمی ہے ،سر پر جال دار ٹوپی ہے ،رنگ سانولہ ہے مگر چہرے پر صلحاء کا نور ہے ،بدن گھٹا ہوا ہے ،ڈاڑھی میں کالے بال زیادہ اور سفید کم ہیں ۔ دیکھنے میں توانا اور چست معلوم ہوتے تھے ،بعد میں پتہ چلا کہ حضرت تو زمیندار بھی ہیں۔ ہماری پشتو اصطلاح میں زمیندار اس کو کہتے ہیں جو کھیتی باڑی خود کرے یعنی ہل چلائے ،گوڈی کرے ،فصل کی کٹائی کرے اور کھیت سیراب کرے۔

۱۹۸۰ء میں بندہ نے حقانیہ میں داخلہ لیا ، یہ میرا کافیہ کا سال تھا ۔میرے ماموں مرلوی محمد شریف مرحوم کے ساتھ حضرت شیخ مدنی کی بڑی دوستی تھی ۔ مدینہ منورہ میں بھی ایک ساتھ رہتے تھے ،جس کی وجہ سے حضرت شیخ مدنی کے ساتھ میرا تعلق بن گیا ۔آپ جب چھٹیوں میں مدینہ منورہ سے تشریف لاتے تو میں لازماً آپ سے علمی استفادہ کرتا۔ چنانچہ میری تحریک پر کئی مرتبہ حقانیہ میں تفسیر کا کچھ نہ کچھ حصہ پڑھایا ،کبھی صرف سورۃ کہف پڑھاتے ۔ سورۃ کہف پر آپ کی ایک تفسیر کتابی شکل میں چھپ گئی ہے جو دراصل ماجستیر کا مقالہ ہے۔تفسیر پڑھنے کے علاوہ میں مدرسہ کی چھٹیوں کے دوران آپ سے آپ کے گھر پر حماسہ پڑھتا تھا ۔ظہر کے بعد میں جب سبق پڑھنے کے لیے جاتا تو حضرت شیخ مدنی کھیتی باڑی میں مشغول ہوتے تھے ، مجھے دیکھتے ہی کھرپہ کھیت میں رکھ دیتے اور ایک درخت کے نیچے کھیت کی منڈیر پر دونوں بیٹھ جاتے اور سبق شروع ہوجاتا ۔ جب کسی مہمان کو دور سے آتے ہوئے دیکھ لیتے تو فوراً گھر چلے جاتے ،صاف کپڑے پہن کر نکل آتے ۔ حضرت مہمان نواز بھی تھے اور مہمان بھی آپ کے زیادہ آتے تھے ۔ایک دن مجھے حماسہ پڑھا رہے تھے کہ حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی اور حضرت مولانا قاری عبداللہ مدظلہ بنوں کے تشریف لے آئے ۔ان دونوں حضرات سے فرمایا آپ ذرا سائیڈ پر بیٹھ جائیں ،میں اس (ذاکر حسن) کو سبق پڑھاتا ہوں ۔ان دونوں حضرات نے بیک زبان فرمایا نہیں ہم بھی آپ کا سبق سنیں گے ۔آپ نے بڑے

ذوق وشوق کے ساتھ مجھے سبق پڑھایا،اور پھر ان دونوں حضرات سے فرمایا کہ پندرہ سال ہوگئے ہیں میں نے یہ کتاب (حماسہ) نہ مطالعہ کی ہے نہ پڑھائی ہے۔آپ کو عربی ادب میں کمال اور ایسا ملکہ حاصل تھا کہ مطالعہ کی ضرورت نہیں تھی۔

علم النحو میں کمال

علم النحو میں بھی آپ کو بڑا کمال اور ملکہ حاصل تھا جس کا اندازہ دورہ تفسیر میں ہوتا تھا۔آپ پشتو زبان میں انتہائی بامحاورہ ترجمہ کرتے تھے جس میں عربی ترکیب کی رعایت ہوتی۔ترجمہ وتفسیر کے دوران بعض مشکل جگہوں کی ترکیب بھی کرتے تھے،طلباء سے بھی پوچھتے کہ بتاؤ اس آیت میں اس لفظ کی ترکیب میں کیا حیثیت ہے۔ہمیں فرمایا کرتے کہ اگر صحیح اور مضبوط عالم بننا ہے تو علم النحو میں کمال حاصل کرو۔فرماتے تھے مولوی تو نحو کی وجہ سے مولوی ہوتا ہے۔

دورہ تفسیر

آپ کو تفسیر اور ادب عربی کے ساتھ گہرا لگاؤ تھا۔یہی وجہ ہے کہ ماجستیر میں بھی آپ نے سورۃ کہف کی تفسیر پر کام کیا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے آپ نے تفسیر حسن بصری لکھی۔یہ تفسیر فتنہ تاتار میں ضائع ہوچکی تھی۔آپ نے اور مسجد نبوی کے مؤذن نے اس تفسیر کو دوبارہ تفسیری ذخیروں سے جمع کیا۔ابتدائی سولہ پاروں کی تفسیر آپ نے لکھی اور بقیہ چودہ پاروں کی آپ کے ساتھی نے لکھی،لیکن سنا ہے کہ بقیہ چودہ پاروں میں بھی زیادہ کام آپ نے کام کیا ہے۔

تفسیر میں تین شیوخِ وقت سے استفادہ

آپ اور حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کو حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ نے حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے ہاں دورہ تفسیر کے لیے بھیجا۔حضرت لاہوری صرف قرآنی علوم کے ماہر نہیں تھے بلکہ کامل درجہ کے ولی اللہ بھی تھے۔حضرت لاہوری نے تفسیری مہارت مولانا عبید اللہ سندھی سے حاصل کی تھی۔علی میاں مولانا ابوالحسن ندوی نے بھی آپ کے ہاں پورے دورہ تفسیر میں شرکت کی ہے۔

حضرت شیخ مدنی حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے تفسیری افادات حرفاً حرفاً لکھتے تھے اور پھر پشتو زبان میں پٹھان طلباء کو حضرت لاہوریؒ کا سنا ہوا درس سناتے تھے۔کبھی کبھی حضرت لاہوریؒ بھی دورہ تفسیر کے طلباء کے ساتھ آپ کا تکرار والا درس سنتے تھے۔دوسرا دورہ تفسیر آپ نے حافظ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی سے پڑھا ہے ،جن کے درس میں تفسیر القرآن بالقرآن کے علاوہ آیات سے مضامین کا استنباط ہوتا تھا۔

آپ نے شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ سے بھی تفسیر میں استفادہ کیا ہے اس لیے حضرت شیخ مدنی ہر سال دورہ تفسیر پڑھاتے تھے۔ مدینہ منورہ سے واپسی پر ایک بار پھر اکوڑہ خٹک میں باقاعدہ دورہ تفسیر شروع کیا۔ اگرچہ فن تفسیر میں آپ نے بڑے بڑے اکابر مفسرین سے استفادہ کیا تھا،لیکن آپ خود بھی ایک بے مثال مفسر تھے۔آپ کا دورہ تفسیر بڑا مشہور تھا،آپ کے درس میں علماء اور فضلا شریک ہوتے تھے۔آپ بامحاورہ ترجمہ کرتے تھے اور ہر آیت کا دوسری آیت سے ربط معلوم ہوتا تھا۔نحوی اور ترکیبی لحاظ سے قرآن مجید کو حل کرتے تھے،آپ کے ترجمہ میں حضرت لاہوری رحمہ اللہ اور حضرت درخواستی کی چھاپ زیادہ تھی۔حضرت درخواستی سے تو میں نے بھی ۱۹۸۳ء میں دورہ تفسیر پڑھا تھا۔اس لیے آپ کے ترجمہ میں اندازہ ہوتا تھا کہ یہ حضرت درخواستی کا طرز ہے اور حضرت لاہوری کے ارشادات وفرمودات تو بہت بیان فرمایا کرتے تھے۔آپ حضرت لاہوری کی خودداری اور زاھدانہ زندگی کے واقعات درس میں بڑے پراثر انداز میں سنایا کرتے تھے۔

میرے استاد التفسیر

جب آپ نے اعظم گڑھ (اکوڑہ خٹک) کی مسجد فاطمہ میں دورہ تفسیر شروع کیا تو میں اس میں تقریباً ہر سال شریک ہوتا تھا۔ایک دفعہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک تخت ہے اس پر میں اور حضرت شیخ مدنی بیٹھ گئے پھر وہ تخت بلند ہوکر ہوا میں اڑنے لگا۔

خواب کی تعبیر

حضرت شیخ مدنی اگرچہ مناظرے نہیں کرتے تھے لیکن مناظرہ کی استعداد اچھی تھی۔ میں نے حضرت سے کہا کہ ہمیں فرق باطلہ کا مناظرہ کورس پڑھائیں تو حضرت نے فرمایا کہ یہ کورس آپ پڑھائیں۔ میں گھبرا گیا،نیا نیا فاضل تھا اور آپ کے حلقہ درس میں فضلاء اور علماء شریک ہوتے تھے۔ میں سوچنے لگا کہ اہل علم کے سامنے اپنی ناقص معروضات کیسے پیش کروں گا۔شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب سے مشورہ کیا،انہوں نے بھی اجازت دے دی۔چنانچہ جب حضرت رحمہ اللہ کے درس سے پہلے میں ان کے اس تخت پر بیٹھا جس پر آپ بیٹھ کر درس قرآن دیتے تھے تو مجھے فوراً اپنا خواب یاد آگیا،حضرت کی ذرہ نوازی دیکھیں کہ مجھ ذرہ بے مقدار کو اپنے تدریسی اعلی منصب والی سیٹ پر بٹھا دیا۔میں فرق باطلہ (قادیانیت،شیعیت،غیر مقلدیت،عیسائیت،بریلویت) کا کورس حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی،حضرت مولانا عبد الستار تونسوی،حضرت ڈاکٹر علامہ خالد محمود فاضل ڈابھیل،حضرت مولانا عبد الرحیم اشعر،حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی جیسے یکتائے روزگار حضرات سے پڑھ چکا تھا۔اس کورس کی کاپیاں اور میرے نوٹس میرے ساتھ پہلے سے موجود تھے،چنانچہ ان بزرگوں کی دعاؤں کے ساتھ اللہ کا نام لے

کر فرق باطلہ کا کورس پڑھانا شروع کر دیا۔حضرت کے درس قرآن سے آدھا گھنٹہ پہلے میرا درس ہوتا تھا جو الحمدللہ کامیاب رہا۔

اس کے بعد میں دورہ تفسیر میں شریک ہوجاتا تھا۔میں نے تفسیر میں آپ سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے، شاید آپ کے کسی اور شاگرد کو اتنا موقع ملا ہو۔آپ کے علاوہ میں نے دورہ تفسیر حضرت مولانا عبداللہ درخواستی، شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا حمداللہ جان ڈاگئی، حضرت مولانا سرفراز خان صفدر اور حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن مدظلہ سے پڑھا ہے، ان حضرات کی برکت توجہ اور دعاؤں سے اب مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے ہر سال دورہ تفسیر پڑھانے کی توفیق دیدی ہے ۔حضرت شیخ مدنی میرے بارے میں سن کر بہت خوش ہوتے تھے ۔ مجھے فرماتے حلقہ درس وسیع کرو تو میں کہتا حضرت وسائل کم ہیں ۔

استادی اور شاگردی

میں اگرچہ حضرت شیخ مدنی کا ایک ادنی شاگرد ہوں لیکن اس پر جتنا فخر کروں کم ہے ۔معنوی اور روحانی رشتوں میں سب سے مضبوط اور پائیدار رشتہ دینی علوم میں استادی اور شاگردی کا ہے ۔شاگرد کی طرف سے محبت اور عقیدت ہوتی ہے اور استاد کی طرف سے دعا اور شفقت ۔میں نے یہ رشتہ کبھی ٹوٹتا ہوا نہیں دیکھا ۔ ہمارا یہ تعلق حضرت کے ساتھ پچھلے تیس سالوں سے قائم تھا۔علاقہ بھی ایک تھا،غمی اور خوشی میں بھی ملاقاتیں ہوتی تھیں ۔مختلف دینی تقریبات میں استفادہ کا موقع ملتا تھا۔

انتخابی مہم

۱۹۹۲ء کے الیکشن میں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے قومی اسمبلی کے امیدوار تھے ،پوری الیکشن کمپین میں نے آپ کے ساتھ چلائی تھی ۔ایک جگہ میں نے ہندکو میں تقریر کی اور آپ نے اردو میں ۔

جلسہ میں جاننے والے شریک افراد بہت حیران تھے کہ پٹھان مولوی نے یکدم ہندکو میں تقریر جھاڑ دی انکو پتہ نہیں تھا کہ میری پیدائش رہائش اور پرورش پشاور میں ہندکو اور اردو بولنے والوں کے ساتھ ہوئی ہے ۔حضرت شیخ مدنی اسلامی سیاست سے واقف تھے ۔خلفاء راشدین اور اسلامی تاریخ پر انکی بڑی گہری نظر تھی لیکن عملی سیاست سے دور تھے ۔سولہ سال مدینہ منورہ کی مقدس میں فضا میں رہ چکے تھے ،صوفی مزاج ،درویش صفت،عزت مند اور جرأت مند انسان تھے ۔ میرا خیال ہے آپ نے سولہ سال میں کبھی اخبار کا مطالعہ نہیں کیا ہوگا، الیکشن میں ناکامی کے بعد عملی سیاست میں کبھی حصہ نہیں لیا اور درس وتدریس کیلئے خود کو مکمل طور پر وقف کر دیا۔مدرس ہونے کیساتھ ساتھ آپ عربی اور اردو کے بہترین لکھاری بھی تھے ۔تفسیر حسن بصری ،تفسیر سورۃ کہف اور زاد المنتہی (مفکر اسلام ، امام سیاست

مولانا مفتی محمود کی ترمذی کی عربی شرح ہے جس کی مکمل تصحیح حضرت شیخ مدنی نے کی ہے اور اس پر آپ نے عربی زبان میں ایک وقیع مقدمہ بھی لکھا ہے) اور مکانۃ اللحیۃ فی الاسلام سے اندازہ لگتا ہے کہ آپ بہت بڑے مصنف تھے۔ پٹھان معاشرہ میں علمی خدمات میں بڑی رکاوٹ پشتون معاشرتی روایات ہیں، غمی خوشی نہ بھی ہو تو مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ ایک دفعہ میں نے حضرت سے کہا عصر کے وقت لوگ آپ کے پاس آتے ہیں آپ کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے، آپ عصر کے وقت درس قرآن شروع کر دیں۔ لوگوں کو بھی فائدہ ہوگا اور وقت بھی ضائع نہیں ہوگا۔ آپ اس مشورہ سے بہت خوش ہوئے اور اس پر عمل شروع کر دیا پھر تو حقانیہ کے سب طلباء درس سننے آجاتے۔

اِک تمنا کا عجیب اظہار

ایک دفعہ جامعہ عثمانیہ پشاور تشریف لائے تو حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب نے آپ سے فرمایا کہ حضرت یہ (ذاکر حسن) کہتا ہے کہ حضرت شیخ مدنی کو ایک لائبریری میں بند کر دیا جائے اور دروازہ پر ایک کلاشن کوف والا کھڑا کر دیا جائے جو حضرت کو لائبریری سے باہر جانے نہ دے اور باہر والوں کو اندر نہ آنے دے تاکہ حضرت تصنیف وتالیف کا کام کر سکیں اس پر فرمایا میں کیا کروں لوگ معاف نہیں کرتے۔ کاش آپ تصنیف وتالیف کی طرف توجہ دیتے۔

ذہانت اور حاضر جوابی

آپ کا حافظہ قوی تھا، احادیث بھی آپ کو یاد تھی اور ہزاروں اشعار بھی۔ حاضر دماغ بھی بہت تھے۔ مناظر بھی تھے لیکن مناظرے نہیں کرتے تھے۔ فرمایا کہ میں ختم نبوت کے سلسلہ میں جیل میں تھا وہاں قیدیوں کو کھانے کی جو روٹی ملتی تھی اس کو اوپر کی طرف پھینک دیتے پھر وہ روٹی زمین پر آگرتی۔ قیدیوں کا خیال تھا کہ جیل کی روٹی رزق نہیں اس کی ناقدری کرو گے تو جیل سے نکل جاؤ گے۔ حضرت نے فوراً سورۃ یوسف کی آیت پڑھی قال لا یاتیکما طعام ترزقنه یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو تم کو کھانے کے لیے ملتا ہے یعنی جیل کے کھانے پر رزق کا اطلاق ہوا ہے۔

اجمل خٹک کے مقابلے میں آپ قومی اسمبلی کے امیدوار تھے، خٹک صاحب کی طرف سے معززین کا وفد جرگہ بن کر آیا کہ آپ خٹک صاحب کا مقابلہ نہ کریں۔ جرگہ والوں نے کہا حضرت آپ کو اللہ تعالیٰ نے عزت دے رکھی ہے، آپ معزز انسان ہیں الیکشن اور سیاست بے عزتی کی چیز ہے۔ آپ الیکشن لڑ کر کیا کریں گے۔ حضرت نے فوراً جواب دیا کیا اجمل خٹک معزز نہیں بے عزت ہیں؟ جو الیکشن لڑ رہے ہیں، وفد اپنا سا منہ لے کر واپس ہوگیا۔

اکوڑہ خٹک کے شیخ الجامعہ حضرت مولانا سید بادشاہ گل صاحب مرحوم جو حضرت شیخ مدنی کے استاد بھی تھے، ان کے بیٹے پیر گوہر جی نے جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں ایک الگ عیدگاہ بنائی، حالانکہ اکوڑہ خٹک میں حقانیہ سے

متصل قدیم ایک ہی عیدگاہ پہلے سے موجود تھی، جس میں علاقہ بھر کے لوگ عید کی نماز پڑھتے ہیں۔ جب حضرت شیخ مدنی نے لوگوں سے کہا کہ قدیم اور متفقہ عیدگاہ میں نماز پڑھو تو پیر گوہر جی نے کہا کہ ایسے ظالم بھی ہیں (اشارہ حضرت شیخ مدنی کی طرف تھا) جو لوگوں کو عیدگاہ سے منع کرتے ہیں۔ حضرت نے جواب میں فرمایا سب سے بڑا ظالم تو وہ ہے جو نئی اختلافی عیدگاہ بنا کر لوگوں کو قدیم اور بڑی عیدگاہ سے روکتا ہے۔ پیر گوہر جی کا سسرال ضلع نوشہرہ کا گاؤں نستہ ہے، اسکے سسرال والے دنیاوی اعتبار سے اثر رسوخ والے لوگ ہیں۔ پیر گوہر جی نے آپ (حضرت شیخ مدنی) کو دھمکی دینے کیلئے کہا کہ میں نستہ سے بدمعاشوں کو بلاؤں گا۔ حضرت شیخ مدنی نے جواب میں فرمایا کہ میں وہاں کے ''نیک معاشوں'' کو بلاؤں گا۔

عبرت کا پہلو تلاش کرتے تھے

ایک دفعہ اپنے گھر سے باہر حضرت شیخ مدنی پرانی اینٹوں کو پانی سے تر کر رہے تھے، کچھ دیر بعد اینٹیں پانی چوس لیتیں مجھے فرمایا کہ ان اینٹوں نے دنیا کی آگ کھائی ہے، اب بار بار پانی پی رہی ہیں، جب تک یہ اینٹیں رہیں گی اسی طرح پیاسی رہیں گی۔ یہ دنیاوی آگ کا اثر ہے اور دوزخ کی آگ اس آگ سے ستر گنا کماً اور کیفاً زیادہ ہے، خدا جانے وہ کیسی اور کتنی شدید ہوگی، اللہ محفوظ فرمائے۔

ایک دفعہ حضرت کو گرمیوں کے رمضان میں ختم القرآن کی ایک تقریب میں تقریر کے لیے اپنے گاؤں مصری بانڈہ لے جارہا تھا۔ میرا خیال تھا کہ افطار اور کھانا ہمارے ساتھ گاؤں میں ہوگا اور اکوڑہ خٹک اور ہمارے گاؤں کے درمیان دریا کابل حائل ہے جو ہم کشتی کے ذریعے عبور کرتے ہیں۔ ہم دونوں جب دریا کے قریب پہنچے تو مغرب کی اذانیں شروع ہوگئیں۔ ملاح سب اپنے اپنے گھروں کو جاچکے تھے، کوئی کشتی چلانے والا نہیں تھا، نہ ہمارے ساتھ افطاری کے لیے کچھ تھا۔ مجھے بڑا افسوس ہوا دل میں پشیمان بھی تھا کہ اتنی بڑی شخصیت کو کہاں لے آیا۔ کھانے کو کچھ ہے نہ پینے کو، چنانچہ ہم دونوں نے دریا کے پانی سے روزہ افطار کیا لیکن دل میں پشیمان تھا کہ یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا۔ اسی دوران حضرت نے مجھے فرمایا کہ آج ہم کو اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب منظر دکھلایا کہ صرف پانی سے روزہ افطار کرو تاکہ تمہیں ان لوگوں کا احساس ہو جن کے دسترخوان پر افطار کے وقت صرف پانی موجود ہوتا ہے۔ افطار کے دیگر لوازمات نہیں ہوتے، صرف پانی سے افطار کرتے ہیں خدا جانے وہ کیا محسوس کرتے ہوں گے۔ آج ہمیں ان کی حالت کا صحیح ادراک ہوا۔ حضرت شیخ مدنی کے کمال اخلاق کا اندازہ لگائیے کہ صراحتاً، کنایۃً اور اشارۃً گلہ کیا نہ شکوہ، نہ تنبیہ کی، نہ غصہ کیا۔

جہادی کارنامے

جہادی افغانستان کے حوالے سے آپ کا ایک نام ہے، آپ افغانستان کے مجاہدین کے سرخیل تھے۔ آپ

کا جہادی جذبہ حضرت لاہوریؒ کے درس قرآن سے بنا تھا، ہمیں درس قرآن میں فرمایا کرتے تھے کہ حضرت لاہوری اس طالب علم کو درس قرآن میں داخلہ نہیں دیتے تھے جس کو سائیکل چلانا نہ آتی، فرماتے اگر جہاد میں سائکل کی ضرورت ہوئی تو تم کیا کروگے۔ آپ کی ہر تقریر میں جہاد کا ذکر ہوتا اور مجاہدین کیلئے دعا مانگتے۔ ۱۹۹۰ء میں ہمیں بھی اپنے ساتھ خوست لے کر گئے تھے، یہ وہ زمانہ تھا کہ روس کے ساتھ جہاد عروج پر تھا، میں نے دس دن خوست کے پہاڑوں میں جہادی ٹریننگ میں گزارے تھے۔ آپ میران شاہ میں منبع العلوم میں ٹھہر گئے تھے، اس لیے کہ آپ وہاں شیخ الحدیث تھے ایک دن ہمارے پاس وفاق المدارس کے وفد کے ساتھ خوست تشریف لائے۔ حضرت ہمارے ساتھ خوست کے پہاڑوں میں نشانہ بازی میں مصروف تھے اس دوران خطرے کا سائرن بجا۔ روس کا جہاز بمباری کیلئے پہنچ گیا۔ سب حضرات نے غاروں میں پناہ لی میں نے حضرت شیخ مدنی کو دیکھا کہ سفید پگڑی سر سے اتار کر آسمان کی طرف دیکھا اور بسم اللّٰہ الذی لایضر مع اسمہ شیء فی الارض ولافی السماء وھو السمیع العلیم دعا پڑھی اور اپنی جگہ بیٹھے رہے، میں بھی غار کے باہر کھڑا تھا، کلاشنکوف میرے ہاتھ میں تھی اور آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا کہ بم کی طرف دیکھوں گا کہ جس طرف سے بم آئے تو دوسری طرف بھاگ کر پناہ لے لوں گا، اچانک ہم سے کافی فاصلے پر پہاڑوں میں بم گرا اور ہم سب محفوظ ہوگئے۔

طالبان حکومت کا وکیل وترجمان

کچھ عرصہ کے بعد طالبان حکومت بن گئی، طالبان حکومت کا تعارف آپ نے کرایا اس کے لئے ملک اور بیرون ملک کے دورے کئے۔ اپنی فصیح اور بلیغ عربی اور اردو تقریروں میں کھل کر ان کی حکومت کی حمایت اور وضاحت کرتے۔ عرب ممالک میں ان کا خوب تعارف کرایا۔ حول حرکۃ الطالبان نامی کتاب لکھی۔ آپ کی سعی سے اور مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی برکت سے کراچی کے بڑے بڑے سیٹھ طالبان حکومت کی کامیابی کی طرف متوجہ ہوگئے۔ ان حضرات کی مساعی جمیلہ کی وجہ سے افغانستان میں تقریباً پانچ سال تک اسلامی نظام کی بہاریں، برکات اور ثمرات پوری دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے کانوں سے سن لئے امریکہ جیسے مکّار اور سازشی ملک نے اپنی خاص منصوبہ بندی کے ساتھ طالبان حکومت ختم کردی۔ لیکن اللہ پاک کا فضل ہے کہ حکومت نہیں ہے افغانستان میں لیکن طالبان موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے ایک بار پھر وہاں اسلامی حکومت قائم ہوجائے۔

آپ کی بے تکلّفی

حضرت جتنا بے تکلف عالم میں نے آج تک نہیں دیکھا، نہ آپ جیسا زمیندار عالم دیکھا۔ بڑے بڑے علماء گزرے ان کی سوانح میں یہ باتیں نہیں ملتیں کہ عملاً کھیتی باڑی بھی کرتا ہو۔ البتہ بعض پٹھان علماء میں اس کی

مثالیں ملتی ہیں لیکن انکی زندگیوں کے حالات کسی نے محفوظ نہیں کئے ۔فرمایا ایک دفعہ میں اور حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ راولپنڈی سے پشاور تک ہوائی جہاز میں آئے ۔چالیس روپیہ ٹکٹ تھا میری ماہانہ تنخواہ حقانیہ میں ۳۵ روپیہ تھی ۔بعد میں مجھے خیال آیا اور مولانا سمیع الحق مدظلہ سے کہا اب میں گھر کے خرچے کا کیا کروں گا پورا مہینہ کیسے گزاروں گا ،تو حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے فرمایا کہ مزے بھی تو اڑا لیے،حضرت شیخ مدنی نے فرمایا کہ یہ ہمارا ہوائی جہاز میں زندگی کا پہلا سفر تھا۔

راحت رساں مؤمن

ایک دفعہ دورہ تفسیر کی آخری تقریب کے لئے کراچی سے حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب تشریف لا رہے تھے حالانکہ ان کی ران کی ہڈی ایک ایکسیڈنٹ میں ٹوٹ چکی تھی میں نے حضرت شیخ مدنی کو دیکھا کہ کدال ہاتھ میں ہے، گھر سے باہر کچے راستے سے گذرنے والی ایک کچّی نالی ہموار کر رہے تھے میں نے پوچھا کہ حضرت یہ آپ کیا کر رہے ہیں فرمایا مولانا محمد زرولی خان صاحب کی ٹانگ میں تکلیف ہے اگر یہ جگہ اس طرح رہی تو انکی گاڑی ہمارے گھر کی بیٹھک نہیں پہنچ سکے گی انکو یہاں گاڑی سے اتر کر ہمارے گھر تک پیدل چلنا ہوگا اس طرح ان کو تکلیف ہوگی انکی گاڑی کے لئے راستہ ہموار کر رہا ہوں تا کہ گاڑی آسانی کے ساتھ میرے گھر کے دروازہ تک پہنچ جائے اور انکو تکلیف نہ ہو حالانکہ یہ فاصلہ تقریبا سو میٹر تھا چنانچہ میں نے حضرت شیخ مدنی کے ہاتھ سے لے لی اور حضرت کی خواہش اور ہدایات کے مطابق نالی والا راستہ ہموار کیا میں سوچ رہا تھا کہ اپنے وقت کا ایک عظیم مفسر، محدّث اور ادیب ایک عالم کو سکون اور راحت پہنچانے کے لئے یہ خدمت کر رہا ہے یہ کتنا عظیم انسان ہے ۔یہ گرمیوں کے رمضان کا مہینہ تھا وقت بھی دوپہر کا تھا گھروں سے باہر کوئی نظر نہیں آرہا تھا ۔دورہ تفسیر کے طلبہ سبق پڑھ کر اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف رخصت ہو گئے تھے ۔اس واقعہ کا نہ تو مولانا زرولی خان صاحب کو پتہ ہے نہ کسی اور کو پتہ چلا صرف میں نے اچانک یہ سب کچھ دیکھ لیا ۔اگر میں یہ واقعہ نہ دیکھتا تو آج تک کسی کو پتہ ہی نہ چلتا ،نہ جانے اس طرح ان کی خدمت اور بے تکلفی سے کتنے مخفی واقعات ہونگے ۔

سخاوت کا سمندر

علماء کرام میں میں نے ایک بات نوٹ کی ہے کہ سب میں سخاوت کا مادہ موجود ہوتا ہے کم اور زیادہ ہو سکتا ہے ۔حضرت شیخ مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علماء میں سب سے زیادہ سخاوت حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ میں تھی ،فرمایا کہ مجھے (حضرت شیخ المدنی) کو ایک مرتبہ اپنی تفسیر (جواہر القرآن) پر کام کے سلسلے میں راولپنڈی مدعو کیا ،رمضان کا مہینہ تھا ،میں افطار کے قریب پہنچا تو حضرت شیخ القرآن نے کسی کو بازار بھیجا اور اس سے کہا کہ بازار میں

پھلوں کی جتنی قسمیں موجود ہیں ہر نوع اور قسم سے پھل لے آؤ۔ حضرت شیخ مدنی رحمہ اللہ بھی انتہائی سخی تھے گھر میں جو کچھ ہوتا تھا مہمان کے سامنے رکھ دیتے ، غریبوں اور بیواؤں کیلئے ماہانہ وظائف مقرر کئے تھے۔ سیلاب زدگان کے لئے ہمارے گاؤں کے حافظ مزمل (حضرت شیخ مدنی کا خادم خاص) کو اپنی جیب سے ساٹھ ہزار روپے دئے اور فرمایا کہ کیمپ لگا کر لوگوں کو دوائیاں دو۔

دینی غیرت، جرأت اور اخلاص

حضرت شیخ مدنی ہمت ، جرأت ، دینی غیرت ، اخلاص اور دین پر مرمٹنے والے عظیم انسان تھے، یہ اوصاف آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے ،ان کے دل میں غیر اللہ کے خوف کے لیے بالکل جگہ نہ تھی ۔ ان کی ایک خاص پشتو اصطلاح تھی دلہ گانو ،طلاقیانو، یریگئی یعنی کیوں ڈرتے ہو۔ روس سے ڈرتے تھے نہ امریکہ سے اور نہ حکومت سے۔ حق بات بہ بانگ دھل کہنا آپ کا شیوہ اور خاصہ تھا۔ آپ کے دل میں ذرہ برابر کھوٹ نہ تھی۔ مجسم اخلاص تھے۔ ہر کام اللہ کی رضا کی خاطر کرتے تھے کسی کی پروانہیں کرتے تھے۔ آپ کے بھائی کے گھر میں ٹی وی تھا اس کو سمجھایا، شاید ان پر آپ کی بات کا اثر نہ ہوا ہو ایک بھاری پتھر اٹھا کر ٹی وی کی اسکرین پر دے مارا۔ آپ ہر باطل کے خلاف اپنی تقاریر میں پوری جلالت علمی اور مدلل انداز میں کھل کر بولا کرتے تھے۔

آخری ملاقات

امسال میں اور میری اہلیہ حج کیلئے جارہے تھے میں نے دعا کے لئے حضرت شیخ مدنی رحمہ اللہ کو فون کیا تو فون پر بہت زیادہ دعائیں دیں ، پھر جب واپس آیا تو مفتی نجم الرحمٰن صاحب اور مفتی تحمید اللہ جان صاحب کے ہمراہ زیارت کے لئے حاضر ہوا، تکلیف کے حالت میں تھے لیکن ویل چیئر پر گھر سے باہر تشریف لے آئے ہم نے کھڑے کھڑے زیارت کی میں نے دعا کی درخواست کی تو کافی اصرار کیا کہ آپ دعا مانگیں آپ حج کر کے آئیں ہیں میں ان کے سامنے کیا دعا مانگتا بالآخر آپ نے خود دعا کی اور ہمیں کافی دعائیں دے کر گھر رخصت ہو گئے۔ اسکے فوراً بعد RMI پشاور میں داخل ہوگئے ۔ آپ کے خادم خاص ہمارے گاؤں کے حافظ مزمل خان نے حضرت شیخ مدنی رحمہ اللہ سے کہا کہ ڈاکٹر حسن کو اطلاع کر دینگے ۔ (میری رہائش حیات آباد فیز ۴ میں ہے ۔RMI مجھ سے بہت کم فاصلے پر ہے) لیکن حضرت شیخ مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا نہیں ان کو اطلاع نہ کریں وہ پھر تکلفات سے کام لے گا۔ مجھے حضرت کے بارے میں پتہ چل گیا تھا لیکن میں قصداً ہسپتال نہیں گیا اسلئے کہ حضرت میرے ساتھ گپ شپ کے موڈ میں باتیں زیادہ کرتے تھے میں نے سوچا دل کے مریض میں ان کو تکلیف ہوگی پھر یہ بھی خیال آتا کہ حضرت ہسپتال میں داخل ہوتے رہتے ہیں ۔ گھر منتقل ہو جائیں تو پھر ملاقات کریں گے ، ہمارے وہم وگمان میں

بھی نہ آتا تھا کہ حضرت شیخ مدنی ہم سے کوچ کر کے جائیں گے لیکن جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد جمعہ کی مبارک ساعات میں انتہائی کم لمحوں میں آپ کی روح پرواز کرگئی۔ایک شاگرد مفتی اظہار الرحمٰن نوشہرہ نے حضرت شیخ کے بارے میں فون پر ایسی خبر سنائی جو میں نہ سننا چاہتا تھا نہ سن سکتا تھا لیکن کیا کریں آدمی زندہ رہے تو ایسی خبریں خواہ ہی نہ خواہ سننی اور سنانی پڑھتی ہیں اور صدمے سہنے پڑھنے ہیں......

ع دریں دنیا کسے بے غم نہ باشد

صبح کی نماز پڑھ کر بچوں سمیت پشاور سے اکوڑہ خٹک پہنچ گیا۔جسد مبارک کی زیارت کی، جنازہ میں شرکت کی اور آسمان کو زمین میں دفن کردیا، میں بالآخر پکار اٹھا: زمین چھپا گئی میرے آسمان کو۔

ذھب الشیخ ومات الکمال

صاح الزمان این الرجال؟

اسلام کا نظام اکل و شرب و فلسفہ حلال و حرام

(افادات)

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

امام ترمذی کی جامع السنن یعنی ترمذی شریف کے ابواب الاطعمة والاشربة کی نہایت موثر، دلنشین شرح، جدید عصری معلومات کی روشنی میں اسلام کے نظام اکل وشرب کے منفرد خصوصیات اور اسلام کے فلسفہ حلال وحرام پر اچھوتے انداز میں بحث۔

صفحات: ۴۵۰

ضبط وترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی